اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

نمبر ۱۱ - جلد ۱۵

۲۱ - مارچ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

شرح قیمت جو پیشگی ہر حال میں لیجائیگی۔

عوام سے ۔۔۔

خواص سے

ہندوستان سے باہر ۔۔۔

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

کیا ہم غیر احمدیوں میں مل سکتے ہیں؟

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار

مندرجہ عنوان سوال مختلف رنگوں سے پھر ہماری جماعت کیلئے قابل غور سوال ہو گیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ پچھلے دنوں ہمارے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے ایک سوال کیا تھا جسکے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے اور مخالفوں کے درمیان اصولی اختلاف ہے۔ اس پر المنیر جنگ میں ایک مخالفانہ سلسلہ مضامین شایع کرنے کی دھمکی دی گئی ہے۔ ایسی دھمکیوں کی نہ ہمیں پرواہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔ بہتوں نے اس کی مخالفت میں کمر باندھی بہت سے راہ میں ہلاک ہو گئے۔ کتنے ہی توبہ کرکے ساتھ آ ملے اور بعض تنگ کر رہ گئے۔

اخبار وطن نے اس سے بڑھکر جرأت کی۔ اور اسکا نام خطرناک اجتہاد رکھکر لکھتا ہے کہ "یہ خبر بڑے افسوس سے سنی جائیگی کہ قبلہ حکیم نور الدین صاحب مقتدائے جماعت احمدیہ نے پچھلے دنوں پیہم دو دفعہ بصراحت تمام ظاہر اور عام طور پر اعلان کیا کہ احمدی دوسرے مسلمانوں کو اصولاً کافر سمجھنے پر مجبور ہیں۔ اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں اور نہ ان کو مسلمان ہی سمجھ سکتے ہیں۔ نیاز مند ایڈیٹر وطن اس از حد مضر اجتہاد کی نہایت خوفناک مضرت کیطرف نہ صرف قبلہ حکیم صاحب بلکہ لاہور کے بزرگترین احمدی احباب خواجہ کمال الدین سید ڈاکٹر محمد حسین اور مرزا یعقوب بیگ صاحبان کو بھی باادب خاص توجہ دلا کر التماس کرتا ہے کہ جسطرح انہوں نے مسیح تسلیم کے متعلق انکی جماعت نے خالص اسلامی وسیع النظری سے کام لیا ہے اسی طرح عبادات و معاملات اور باہمی میل جول کے معاملہ میں بھی صحیح اسلامی اخوت سے کام لیں۔ اس اجتہاد نے قبلہ حکیم صاحب کے کئی سچے مداحوں کو بھی متردد بنا دیا ہے"۔

وطن کی یہ رائے نہایت ناعاقبت اندیشی پر مبنی ہے اور ہمارے معزز دوستوں کیلئے اس ایمان اور اخلاص کے مقابل میں جو وہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح سے رکھتے ہیں گو نہ ہتک آمیز ہے۔ ان کی رائے ان کے ارادے حضرت امیر المؤمنین کے حضور مٹ چکے ہیں۔ اور وہ اپنے تئیں ایک پتلی تصور کرتے ہیں جس طرح پر چاہا ان سے کام لے لیا۔ مگر وطن انہیں گویا اس حیثیت میں دیکھتا ہے کہ وہ امیر المؤمنین کو اپنے کسی اجتہاد کو واپس لینے کے محرک ہو سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کسی احمدی کی کوئی توہین نہیں ہو سکتی۔ ہمارے محترم دوست ایک منٹ کیلئے بھی روا نہیں رکھ سکتے۔ کہ انکے متعلق وطن ایسی خطرناک رائے ظاہر کرے یا وہ اپنے امام کے اجتہاد کو مضر اجتہاد کہہ سکیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کو اسبات کی کیا پرواہ ہے کہ انکے مداح جانتے رہیں۔ متردد ہوں اور وہ بھی امر حق کے اظہار پر کیا انکے لئے یہ پہلا تجربہ ہے۔ انہوں نے اپنے ہزار ہا مداحوں کو اسوقت دشمن بنا لیا جب وہ کمبل پوش ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آستانہ پر آ بیٹھے تو اب اگر کوئی ان سے بگڑے تو

کیا وہ حق کو چھوڑ دینگے؟

ایں خیال است و محال است و جنوں۔ وطن کو اپنا معاملہ یاد کرنا چاہیئے جب اس نے ریویو کے متعلق ایک معاہدہ کرنا چاہا تھا اور اسکی اشاعت کیلئے بھی تحریک کی تھی۔ اسوقت احمدی سلسلہ کے محترم بانی نے

کیا نمونہ دکھایا تھا؟

اس نے بتا دیا تھا کہ سلسلہ کو پیش کرنیکے بغیر وہ تبلیغ کے حق میں نہیں ہے اور اسکی ذات کو پیش کرنا اسلام کو پیش کرنا ہے۔ ہم منافقانہ زندگی بسر نہیں کر سکتے کہ محض نمائش کیلئے اپنے مخالفوں سے ملیں۔ اور اپنے امام کی ایسی بین نظیر کو سامنے رکھتے ہوئے احمدی قوم اس خطرناک غار میں نہیں گر سکتی۔

جہاں اس کی ہستی مٹ جاوے

مسلمانوں میں اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے اور سب سے زیادہ اس اتحاد کیلئے تڑپ رکھنے والے ہم ہیں۔ لیکن اتفاق کیلئے جو صورت ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ کل مسلمان

ایک امام کے پیچھے ہوں!

جب تک وہ ایک امام کے ساتھ اپنا تعلق پیدا نہیں کرتے اور اسکے حکم و اجتہاد کو قطعی اور درست نہیں مانتے۔ اس وقت تک انہیں اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یگانگت ہو گا بھی تو وہ نہایت مضر اور خطرناک ہوگا۔ جو انکی عصبیت اور حمیت دینی جذبات کو خاک میں ملا دیگا اور پھر اسکا اثر یہ ہوگا۔ کہ محض قومی تقویت کے خیال سے انہیں غیر مسلم لوگوں کے سامنے بھی اپنے مذہبی معتقدات کے اظہار کی جرأت نہ ہو گی۔ وطن اگر یورپی طریق پر ایک نیشن بنانا چاہتا ہے تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہوں گے کہ وہ گویا (نعوذ باللہ) اسلام ہی کو مٹا دینا چاہتا ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں میں اس سپرٹ کے پیدا کرنے کے حق میں نہیں وہ انکی مذہبی حمیت کو موثر بنانا چاہتا ہے اور یہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایک اور غیر میں امتیاز نہ ہو۔ اسکی مساعی جمیلہ اور اشاعت اسلام کا جوش اسی وقت تک رہ سکتا ہے جب وہ امتیاز رکھتا ہے۔ احمدی سلسلہ مسلمانوں کو اپنی لوائے کے نیچے لا کر ایک کرنا چاہتا ہے۔ وطن اور اس کے ہم خیال ایسے ہی وسیع حوصلہ ہیں۔ تو وہ کیوں ہم میں آ کر جذب نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب وہ ہمیں مسلمان سمجھ کر اپنے ساتھ ملاتے ہیں تو خود انہیں ہم میں آ کر ملنے میں کیا دقت ہے؟

احمدی قوم اصل اسکا مطاع اور امام خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسی غلطی نہیں کر سکتے کہ وہ اپنے امام اور مطاع مغفور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

پچیس برس کی کوششوں کو خاک میں ملا دیں

اللہ تعالیٰ وہ دن ہم پر نہ لائے کہ ہم اس کے اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے پودے کو اس پانی سے سیراب کرنا چاہئیں۔ کہ جو اسکے لئے زہر ہلاہل ہے۔ مسلمانوں نے ہمیں آپ الگ کیا۔ ہم کب ان سے جدا ہوئے؟ انہوں نے آپ کفر کے فتوی دیئے۔ اور یہاں تک دشمنی کی کہ مردوں کو ہمیں گورستان میں دفن کرنے سے منع کیا۔ مسجد جو خدا کا گھر ہے اور ساری زمین مسجد کا حکم رکھتی ہے اس سے بھی نکالدیا۔ لاہور میں تو تازہ مثال موجود ہے۔ اور ہمیں کافر نہ کہنے والوں کو کافر کہا۔ اور جو جو اذیتیں دی ہیں وہ گزشتہ چوتھائی صدی کی تاریخ میں

خون سے لکھی ہوئی ہیں؟

اب ہم ان تمام باتوں کو بھول کر پھر اسی گڑھے میں گریں جہاں سے ہمیں خدا کے فضل نے نکالا تھا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم محض ان تکلیفات کی وجہ سے مخالفین میں جذب نہیں ہوتے۔ نہیں بلکہ یہ ہے کہ جنہوں نے ہمیں الگ کیا ہے اب انکا ہی فرض ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں۔ اور جس زور سے کفر کا فتوی دیا تھا اب اسی جوش کے ساتھ وہ اعلان کریں کہ

احمدی جماعت کو کافر کہنے والا خود کافر ہے اور احمدی جماعت مسلمان ہے، حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود ماننے یا مسیح کی وفات ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا۔

جب یہ اعلان وہ لوگ جنہوں نے کفر کا فتوی دیا تھا دیدیں گے تو پھر احمدی اور دوسرے مسلمان آپ ہی مل جائیں گے۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو نا ممکن ہے کہ احمدی مل سکیں۔ اغراض مشترکہ میں شریک ہونا کسی تحسین کے لئے نہیں اور نہ عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کے واسطے۔ بلکہ

محض خدا کی رضا کیلئے

پس وطن اور اسکے ہمصفیر یاد رکھیں کہ وہ حضرت امیر المؤمنین کے اجتہاد کو مضر یا خطرناک اجتہاد کہہ کر ہمارے دل نہ دکھائیں۔ وہ اپنا کام کرتے جائیں اور

ما زایغ ما گلزار

پر عمل کرتے رہیں میں حیران ہوتا ہوں کہ اس سوال کو بار بار چھیڑا کیوں جاتا ہے؟ اور جب چھیڑا جاتا ہے تو ایسے رنگ میں کہ اسکا الزام احمدیوں پر ہو۔ گویا احمدی ہی تفرقہ اور نفاق چاہتے ہیں۔ بحالیکہ احمدی قوم اپنا نمونہ پیش کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ اصل اتحاد کی وہ محرک ہے اور وہی ایک

قوت رکھتی ہے

جو ملا سکتی ہے۔ کیا احمدی قوم میں مقلد غیر مقلد شیعہ اور دوسرے مختلف فرقوں کے مسلمان نہیں آئے؟ اور پھر ان میں کوئی جنگ باقی رہا؟ وہ سب کے سب ایک ہی باپ کے روحانی فرزند کہلاتے ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ جو احمدیت سے پہلے خطرناک اختلاف تھا۔ اسی طرح جسقدر لوگ بھی احمدیت میں داخل ہوتے جائیں گے وہ اپنے سارے اختلافوں کو مٹا دیں گے۔

گویا احمدیت صلح کا دروازہ ہے

جو اگرچہ تنگ ہے لیکن جو اس دروازہ سے داخل ہوتا ہے وہ تمام اختلافات کے بوجھ سے ہلکا ہو کر گزر جاتا ہے۔ اسلئے وطن اگر صلح کی تحریک کرتا ہے تو اسکے لئے بہترین راہ یہ ہے کہ وہ کافر قرار دینے والوں کی غلطی کا اعلان کرے۔ اور ان سے رجوع کرانے کے بعد وہ احمدیوں سے کہے کہ اب کیا عذر ہے؟ ہم اپنے امام کے اسوہ حسنہ کو نہیں چھوڑ سکتے اور نہ ضرورت ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ باطل مختلف رنگوں سے اپنا سر نکالنے لگا ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسپر سیر کن بحث کیجاوے۔ پس ۲۸ مارچ کے الحکم میں کل مضامین اس قسم کے ہوں گے۔ اور اس سوال کے

... پر بحث کرینگے انشاءاللہ دکھایا جاویگا - کہ احمدی

... احمدیوں سے سوائے امور مشترکہ امور امتیازیہ

... سکتی - اور اس مضمون میں مجھے اپنی طرف سے بہت کم

... بلکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی

... بیانات سے اس کو ثابت کرونگا - چونکہ اسوقت ایک

... ہی ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اکٹھے ہو جائیں - اور

... ہے - وہ دینی پہلو سے خطرناک مضر ہے

... کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس طرز عمل کو بھی

... میں بتلا دینا چاہتا ہوں - کہ حضرت نے اپنی جماعت کو دوسرے

... مسلمانوں سے ہمیشہ الگ ظاہر کیا ہے اور اپنی مخصوص صفتوں

... کی ملامت کی پرواہ نہیں کی - ہم اسی اسوہ کو چھوڑ کر

... نہیں رہ سکتے - خواہ کوئی اس سے الا کے سوا ناراض

... ہمیں پرواہ نہیں ہونی چاہئیے - ہمارے مخالفین اگر

... کو محسوس کرتے ہیں - تو ہمارے لئے انکے ساتھ کم از کم صلح

... ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح

... ہے - اور اس سے استنباط کرکے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے

... اعلان کردیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں سچا

... ہیں - اور ان کو مسیح موعود ماننے والے یا احمدی کہلانیوالے

... آپ کافر ہو جاتا ہے - پس جبکہ ملامت جانا ہے اور

... ہمارا ایمان چھین لینا چاہتے ہو - اور خوشنما طریقوں

... گمراہ کرتے ہو - احمدی ایسی باتوں سے بچیں - اور ...

امام کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھیں - ان تمام امور میں انکا امام جو فیصلہ کرے وہ ان کیلئے قطعی فیصلہ ہے نہ کچھ اور ہم اپنا امام رکھتے ہیں - اور دوسرے لوگ مطلق العنان ہیں - وہ اپنی رائے کو اپنا امام سمجھتے ہیں برخلاف اسکے ہمارے لئے امام کی رائے کے نیچے ہے اور کسی شخص کو ہم میں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اس اہم بالشان امر میں آپ فیصلہ کرنیکے لئے مقدم ہو - بہرحال اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر اگلی اشاعت میں انشاءاللہ پوری بحث کیجاویگی وباللہ التوفیق -

اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان فقرات کو یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مرتد ڈاکٹر کو اسی تحریک پر لکھے تھے -

یاد رہے کہ یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا - نہ اپنی طرف سے - اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں - اور ان کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کیساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے - جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا ہے - اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں - اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح

اُن سے تعلق نہیں رکھہ سکتی اور نہ ہمیں

ایسے تعلق کی حاجت ہے!!

(مکتوب بنام عبدالحکیم خان)

مختلف پہلوؤں پر بحث کریگا انشاء اللہ دکھایا جاویگا۔ کہ احمدی

قوم غیر احمدیوں سے سوائے امور مشترکہ کے امور اختیاریہ میں ایک نہیں ہو سکتی

اور اس مضمون میں مجھے اپنی طرف سے بہت کم لکھنے کا موقعہ ہوگا۔ بلکہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریروں [illegible] سے اس کو ثابت کرونگا۔ چونکہ اسوقت ایک عام ہوا چل رہی ہے کہ [illegible] اکٹھے ہو جائیں۔ اور جو طریق پیش کیا جاتا ہے۔ وہ دینی پہلو سے [illegible] مضر ہے میں احمدی قوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس طرز عمل کو بھی مختصر الفاظ میں بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ کے سامنے بھی مسلمانوں سے ہمیشہ الگ ظاہر کیا ہے اور اپنی خصوصیتوں کے پیش کرنے میں کبھی کسی ملامت کی پرواہ نہیں کی۔ ہم اس اسوہ کو چھوڑ کر

احمدی نہیں رہ سکتے

خواہ کوئی اس سے ناراض ہو یا خوش۔ اس کی ہمیں پرواہ نہیں ہو نی چاہیئے۔ ہمارے مخالفین اگر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ تو ہمارے لئے انکو ساتھ کم از کم صلح کا یہی طریق ہو سکتا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیغام صلح میں لکھکر دکھایا ہے۔ اور اس سے استنباط کر کے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف اعلان کر دیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں سچا یقین کرتے ہیں۔ اور ان کو مسیح موعود ماننے والے یا احمدی کہلانے والے کو کافر کہنے والا آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ ملامت کیا جاتا ہے اور اگر یہ نہیں تو کیا ہمارا ایمان چھین لینا چاہتے ہو۔ اور خوشنما طریقوں سے ہمیں گمراہ کرتے ہو۔ احمدی ایسی باتوں سے بچیں۔ اور آپ

امام کے اسوہ حسنہ کو مد نظر رکھیں۔ ان تمام امور میں انکا امام جو فیصلہ کرے وہ ان کیلئے صراطی فیصلہ ہے نہ کہ اور ہم اپنا آپ امام رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ مطلق الشان ہیں۔ ہر ایک اپنی رائے کو اپنا امام سمجھتے ہیں برخلاف اسکے ہمارے لئے امام کی رائے کے نیچے ہے اور کسی شخص کو ہم میں کر یہ حق حاصل نہیں ہو کہ اس اہم بالشان امر میں آپ فیصلہ کرنے لگے معلوم بہر حال اس مضمون کے مختلف پہلوؤں پر اگلی اشاعت میں انشاء اللہ پوری بحث کیجاویگی وباللہ التوفیق۔

اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان فقرات کو یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مرتد ڈاکٹر کو اسی تحریک پر لکھے تھے۔

یاد رہے کہ یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے اول تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ ریا پرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ اور ان کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کیساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈالدیں جو سڑ گیا ہے۔ اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اسی وجہ سے ہماری جماعت کسی طرح

ان سے تعلق نہیں رکھ سکتی اور نہ ہمیں ایسے تعلق کی حاجت ہے!!

(مکتوب بنام عبد الحکیم خان)

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کسطرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جایداد کا بلاشرکت غیرے مالک مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۲۰۰۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت شاعر دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فواید اور شرطیہ نتایج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بھیرون ناتھ صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت کو بےنظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو نہیں بچ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹر طبی میڈیکل کالج کے لیکچرار۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۲۰۰۰ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری۔ کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونیسے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری، لاغری، بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائی تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوان ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اسی کے استعمال سے علے العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ - (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری یا بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولی طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ شیشی خورد (عہ)

(یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں)

دن آگئے جلد منگائیے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوۃ باہ کی گولیاں

۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں۔ فاسفرس۔ اسکینا۔ ڈامینا۔ سلاکر یہ گولیاں بنی ہیں۔ مغز۔ ریزہ رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعوے رکھتے ہیں۔ زیادہ محنت۔ جوانی کی خرابی و بےاعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصول ڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دی جاتی ہیں۔

استعمال کے اول ہی روز سے فایدہ دکھاتی ہیں۔ ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمایش کرنا چاہیں تو صرف محصول ڈاک کے واسطے ۲ دو پیسہ کا ٹکٹ بیڈ لفافہ میں بھیج دیجئے۔ اور اسی خط میں دس خوانده اور ڈسپول کے نام و پتہ صاف طور پر لکھئے۔ پتہ لکھنے میں مقام و ڈاکخانہ و ضلع لکھئے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے عزائے تناسل کے متعلق ان دنوں ہر قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہ نسخہ اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ ضرور رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاء اللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ ہمارا اثر تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فایدہ ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس (عہ) ایکروپیہ

طلائے طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہونچتی ہے۔ ہمارے طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور ہمیں طلسمی کہانیں انشاء اللہ اسکو پائینگے۔ قیمت فی شیشی ۲ ماشہ (عہ)

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا - دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے - قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی -

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام حکیم شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئی؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا۔ جس شخص نے میری اس ایجاد کو ایک دفعہ استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۹۸۳ روپیہ تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک ... فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ ... روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے ... بہادر لفٹنٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت کو بےنظیر ... روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ... پٹھوں کے گوشے یا فاسفورس کو جیکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی برقی طاقت سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی پٹھے ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹر طبی میڈیکل کالج کے لیکچرار ... معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ کے مدت کے استعمال ہونے کے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۸۳ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری۔ کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بےپرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت حال ہونے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوۃ باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری ... بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائی تو بجا ہے۔ علق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جنپر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد اور جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اسی کے استعمال سے علے العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھکر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنے۔ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن دافع سستی موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپیہ چار آنہ شیشی خورد (عہ/)

(یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں)

دن آگئے جلد منگائیے ڈاکٹر برمن کی تیار کردہ

قوۃ باہ کی گولیاں

۳۲ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہیں طاقت دینے والی مشہور دوائیں۔ فاسفورس اکینا۔ ڈامینا۔ ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں۔ مغز۔ ریزہ رگ اور خون کو طاقت دینے کا دعوے رکھتے ہیں۔ زیادہ محنت۔ جوانی کی خرابی وبے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے۔ چہرہ پر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ہوتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے۔ قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ایک روپیہ۔ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵/

امتحاناً نمونہ کی گولیاں بلاقیمت دی جاتی ہیں۔

استعمال کے اول ہی روز سے فایدہ دکھاتی ہیں۔ ضرور امتحان کیجئے۔ اگر آپ بلاقیمت ان کی آزمائش کرنا چاہیں تو صرف محصولڈاک کے واسطے ۲ دو پیسہ کا ٹکٹ ہیڈ لفافہ میں بھیج دیجئے۔ اور اسی خط میں دس خواندہ اور رئیسوں کے نام و پتہ صاف طور پر لکھیے۔ پتہ لکھنے میں مقام و ڈاک خانہ و ضلع لکھیئے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ ہمارا کام ... میں بھی رہو کا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں قسم قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے یہی لئے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کی لئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر فایدہ ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس (عہ/) ایک روپیہ

طلاء طلسمی بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے طلاء طلسمی سے فایدہ اٹھائیں اور مضمون طلسمی کہانی انشاء اللہ اسکو پائیں۔ قیمت فی شیشی ۲ ماشہ (عہ)

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا فوت شدہ بصارت ... بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا - دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے - قیمت فی بکس ۴/

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے!

علمی اور اعتقادی قوتوں کا نشو ونما اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے۔ اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعودؑ مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات و دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ اس میں **نور۔ ہدایت** اور **شفا** ہے۔

ہدیہ فی پارہ	ایک روپیہ (عہ)
نوٹ: سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے مع محصولڈاک	سات روپیہ (عہ)

دفتر الحکم قادیاں ضلع گورداسپور سے طلب کرو۔

عید میلاد یا مذہب برنگ فیشن

بدقسمتی سے مسلمانوں کے لیڈر وہ لوگ ہونا چاہتے ہیں۔ یا مسلمانوں کی ناواقفیت اور جہالت سے فایدہ اٹھا کر انہوں نے مسلمانوں کی رہنمائی کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ جو مذہب اسلام سے دلچسپی اور مذاق نہیں رکھتے اور مذہب کو انسانی ترقی کے مخالف سمجھ کر اس زمانہ میں کم از کم اس کی ضرورت نہیں سمجھتے یا یہ کہ وہ مذہب کو ایسے طریقہ پر پیش کریں۔ جو انہوں نے ایجاد کیا ہو۔ اور جس پر یورپی فیشن کا ملمع ہو چکا ہو۔

اسی قسم کی کوششوں میں سے وہ عید میلاد ہے جو لاہور میں منائی گئی۔ اور جس کی تحریک دوسری جگہ بھی ہو رہی ہے۔ اگر اس نرالی رَو کو روکا نگیا اور اس کے خلاف آواز نہ اُٹھائی گئی تو آیندہ اندیشہ ہے کہ اس سیلاب میں مسلمان بہ جائیں۔

میں نے خود ایک میلاد نمبر شایع کیا ہے مگر نہ اس مخصوص تاریخ پر جو عید میلاد کیلئے مقرر کی تھی۔ اور نہ اس غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجلس میلاد پر جو فتویٰ دیا ہے وہ بجائے خود قایم اور درست ہے۔ لیکن اس کو عید میلاد سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں جو محض نمایش کیلئے اور چند آدمیوں نے اپنی شہرت یا دوسرے اغراض کو مدنظر رکھکر برنگ تحریک منائی ہے۔ اسلام اخلاص کی تعلیم دیتا ہے نہ ریاکاری کی۔

عید میلاد کے مجوزین نے اس عید کو اسی رنگ میں منایا ہے۔ جس رنگ میں سیواجی مرہٹے کا میلا ہوتا ہے ساکھ نوعیت اور رنگ میں عید میلاد ایسی بیہودہ چیز ہے کہ آں حضرت صلعم کے زمانہ میں اگر کوئی ایسی بدعت کا اظہار کرتا تو اُسے سخت سزا دیجاتی۔ مجوزین عید میلاد میں بعض ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جو کثرت ازدواج کو نعوذ باللہ زنا کہتے ہیں۔ اور اس طرح گویا نعوذ باللہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بابرکات ذات پر حملہ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں ہیں جنہیں باوجود مسلمان کہلانیکے عملی یا اعتقادی طور پر نہیں ملتے اور اگر ان مجوزین میں سے کوئی میدان میں آیا تو اسکی حقیقت کو بیان کر دیا جائیگا۔ سردست مجھے یہ بتانا ہے کہ یہ اور اس قسم کی دوسری کوششیں جنکو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے۔ مذہب کیساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتی ہیں۔ بلکہ

سچے معنوں میں مذہب کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے؟

ایڈیٹر الحکم اس امر کے بیان کرنے میں مضایقہ نہیں پاتا کہ یہ رسم و دھام کرنے والے لوگ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر دوسرے رنگ میں ہنسی اڑاتے ہیں۔ تو ان کی یہ نمایش کیا مطلب رکھتی ہے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فی الواقعہ اگر محبت ہے۔ اور آپ کی قابل قدر خدمات اور مساعی کے لئے اگر ان کے دل میں جوش ہے تو اس کے لئے ایسی نمائشگاہ کے قایم کرنے کی حاجت نہیں بلکہ

از عمل ثابت کن آں نور ے کہ در ایمان تست
دل چو دادی یوسفے را راہ کنعاں را گزیں

ایڈیٹر پیسہ اخبار صاحب نے یورپ اور امریکا کا سفر تو کیا۔ مگر اُنہیں اتنی توفیق نہ ملی کہ وہ اس سفر میں بیت اللہ کی ہی زیارت کر لیں۔ اسی سے اس محبت کا اظہار ہو سکتا ہے جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہو سکتی ہے۔ قرآن مجید نے بتایا تھا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ایک اصل مضبوط اور محکم پکڑ لو۔ مگر اس کی جو تعمیل ہم کر رہے ہیں وہ ہم خوب جانتے ہیں۔ دنیا بھر کے ناولوں اور ہنسی مذاق کی کتابوں کو شایع کرنے کے لئے ہمارے پاس وقت اور روپیہ ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے لئے نہیں۔ اگر ایسی ہی محبت اور جوش ہے تو ایک لاکھ سیرت نبوی کی جلد چھاپ کر تقسیم کر دی ہوتی۔ کم از کم جسقدر روپیہ اس بیہودہ نمایش پر خرچ کیا ہے اگر اسے ہی کسی نیک کام میں لگا دیا جاتا تو کسقدر مفید ہوتا۔

غرض

عید میلاد ایک بدعت ہے جو مسلمانوں کو اصل مقصد سے دور لیجا کر پھینک دیگی۔ اور وہ اسلام کی حقیقت اور مغز شریعت کو بے پروائی سے دیکھکر صرف چھلکے پر قناعت کرنے لگیں گے۔ اور تمام عملیات کو نمایش کا رنگ دینا کافی سمجھ لیں گے۔ اسلئے ابھی سے ان کے خلاف آواز اٹھانیکی ضرورت ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو عیدیں منائی ہیں۔ انپر اضافہ کرنا ہرگز درست نہیں بقول سعدیؒ

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

شاید ہمارے بعض احباب ہماری اس تحریک مخالفت کو بعد از وقت قرار دیں۔ مگر نہیں آئیندہ کے سدباب کیلئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابلہ کی سپرٹ اسی طرح بڑھتی رہی کہ انہوں نے سیواجی مرہٹہ یا گورو گوبند سنگھ صاحب کی سالگرہ منائی اور اس کے مقابل مسلمانوں کو ضرور سالگرہ منانی چاہیئے۔ اور اسپر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عید میلاد منائی۔ تو یہ مقابلہ انہیں کسی دن اسباب پرستی اختیار کرا دیگا کہ وہ بھی کوئی یورپ کی طرح مورتی پرستش کے لئے رکھ لیں۔ اور اگر وہ ڈیل کی سواری نکالیں تو یہ قرآن مجید کی زیارت نکالیں۔

غرض یہ جو کچھ ہو رہا ہے فیشن کی غلطی سے ہو رہا ہے نہ کہ اخلاص اور محبت کی بنا پر۔ میں یہ کہنے کو تیار نہیں۔ کہ کل مسلمان جو اس تحریک میں شامل ہوئے سب نمایش ہی کیلئے ہونگے بعض انمیں نہایت اخلاص سے بھی ہوئے ہونگے۔ مگر یہ تحریک

صرف نمایشی رنگ رکھتی ہے نہ اخلاص

اور اسکی بنیاد صرف سیواجی وغیرہ کی یادگار کی نقل اتار کر تحریک ہے جیسا کہ شاہ سلیمان صاحب نے اقرار بھی کیا ہے

پیر اس تحریک کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مصر میں عید میلاد منائی جاتی ہے۔ جن لوگوں کا امام مذہبی رنگ میں مصر یا قسطنطنیہ ہو۔ وہ مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا ہو کر اسے غرق نہ کریں تو اور کیا کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کا امام مصر نہ بنا گئے تھے۔ اگر مصری لوگ ایک غلطی کریں۔ تو کیا ضرور ہے

کہ ہم بھی اُسمیں مبتلا ہوں۔

مصر میں تو جواز سود کی کوششیں عملی رنگ میں شروع ہیں پھر اس بنا پر کیا سود جائز ہو جائیگا؟ مصر یورپ کی مادی ترقی میں بہا جا رہا ہے۔ مصر میں مصطفےٰ پاشا کے مجسمہ کی تجویز ہوئی تو کیا انڈیا میں بھی کسی بزرگ کا برجی بت قایم کیا جائیگا؟

غلطی غلطی ہے خواہ وہ مصر نہیں مکہ معظمہ میں ہو اور صداقت صداقت ہے وہ خواہ ایک چھوٹے سے گاؤں یا ادنےٰ آدمی کے مُنہ سے نکلے۔ اس سے اسکی قیمت میں فرق نہیں آئیگا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملک کا مذاق ایسا بگڑ گیا ہے کہ صداقت کی قدر و قیمت کیلئے بھی امتیاز رکھ دیا گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ پس مسلمانوں کو واجب ہے کہ وہ ایسی تحریکوں سے الگ رہیں۔ اور یہ علماء کا کام ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں میں جس قدر وقت دیتے ہیں۔ اس سے آدھا وقت بھی اگر ایسی بدعتوں کے مقابلہ کے لئے دیں اور عوام کو اس کے خطرہ سے آگاہ کریں تو انکی یہ خدمت نہایت مبارک اور سود مند ہو مگر افسوس ہے انہیں خانہ جنگی سے ہی فرصت نہیں۔ میں آگاہ کرتا ہوں کہ مسلمانوں پر مذہبی رنگ میں

ایک عظیم خطرہ آنیوالا ہے

اور وہ خطرہ یہ ہے۔ کہ اسلام ایک فیشن کے سانچہ میں ڈھالا جا رہا ہے اسکی تعلیمات کی پرواہ نہ کرکے چند چلتے پرزے آدمی جس طرح چاہتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ اور ہر طرح خوشنما بنانے کے لئے مذہبی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی تجاویز کا اثر یہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔ کہ کوئی وقت آئیگا (اگر ابھی سدباب نہ کیا گیا) تو یہ لوگ

صرف مسلمانوں کے ہاتھ میں چھلکا دیدیں گے!

اور اصل اسلام جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیکر آئے تھے۔ اور جو تمام انبیاء علیہم السلام کا دین تھا۔ اور اس یورپی وضع کے تراشیدہ اسلام میں

زمین و آسمان کا فرق ہوگا یا مشرق و مغرب کا

اسلام کو ایسے لیڈروں کی ضرورت نہیں جو اس کی ہیئت ہی بدل دیں۔ امر حق کہنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ مگر میں اس کے کہنے میں آجتک محض خدا کے فضل سے کسی کی مخالفت کی وجہ سے نہیں رُکا۔ ہمارے بعض دوستوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ جو وہ عید میلاد میں شامل ہوئے۔ انہیں قبل از وقت حضرت امام مفترض الطاعۃ کے حضور اسکو پیش کرنا چاہیئے تھا۔

اور پھر انکی اجازت سے جو کچھ وہ حکم دیتے کرتے - میں مانتا ہوں کہ ان میں سے جو بھی شامل ہوئے ہوں وہ اعلائے کلمۃ الاسلام کے خیال سے ہوئے ہوں گے - لیکن کیا وہ اس سے پہلے بطور خود نیکی کرتے تھے - جو زیادہ مفید اور مبارک تھا - پھر اس میں شمولیت کی کیا حاجت تھی؟

مولوی ثناء اللہ صاحب ہمارے سلسلہ کے بدگو دشمن ہیں - مگر انکی دشمنی یہ اجازت نہیں دیتی کہ اگر وہ بھلی بات کہیں تو اس کو بھی رد کر دیا جاوے - انہوں نے عید میلاد کے برخلاف اپنی آواز بلند کی ہے - اور ضرورت ہے کہ وہ خاموش نہ ہوں جب تک مسلمانوں کو اس کے بد نتائج سے آگاہ نہ کیا جاوے -

بالآخر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ عید میلاد اسی قسم کی بدعت ہو جیسے کسی مسلمان نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ بدوں اصل کلام مجید کے چھاپنا چاہا تھا - جیسے اسکے نتائج بالآخر نہایت نقصان رساں ہوتے - اس کا انجام بھی بہت برا ہوگا - اللہ تعالےٰ ہم سب کو محفوظ رکھے - (آمین)

عید میلاد کے مجوزین اگر مسلمانوں کے حقیقی بہی خواہ ہیں تو وہ آئندہ اس تحریک کو بند کریں - ورنہ ضرورت ہوگی - کہ اسکی عام مخالفت کیجاوے -

مراد ما نصیحت بود کردیم

ہمارے دوست مجھسے ناراض نہ ہوں کہ میں نے انکا ذکر کیوں کر دیا - وہ میری شخصیت کو درمیان سے اٹھا کر یہ سوچیں کہ میں نے **جو کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں؟** ہمارے امام نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا تھا - اور جسکی نسبت ہمارا ایمان ہے کہ وہ آپ کی اتباع کا کامل نمونہ تھا - کبھی **عید میلاد** نہیں منائی - اور اگر یہ کوئی عمدہ چیز ہوتی تو وہ سب سے پہلے اسکی تحریک کرتا -

پھر آپ کے بعد آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین جو اپنے آقا کی محبت میں فنا ہے - وہ کبھی اس کو نہ چھوڑتا - مگر اس نے اس قسم کی تحریک کی خبر سن کر

سخت اظہار ناپسندیدگی کیا

اور وہی شعر پڑھا جو میں نے کسی دوسری جگہ سعدی کا لکھا ہے -

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا

ولیکن - میفزائے بر مصطفےٰ

ہمارا امام میلاد خوان یا مولوی ممتاز علی صاحب نہیں ہے کہ ان کے منہ سے ایک بات نکلے تو اسے بدوں غور کئے یا اپنے امام کے حضور عرض کئے بغیر ہم اس کو اختیار کر لیں حالانکہ ہم اس کو صریح دیکھتے ہوں کہ اسلام میں اس کی نظیر نہیں ہے جو لوگ مذہب کو دنیا کا خادم بنانا چاہتے ہیں رہا ان کا سوال جو دین کی خادم ہے - پھر وہ قوم جو خدا نے دین کو مقدم کرنیکا عہد لیتی ہے ان چمکیلی تحریکوں میں کیوں شریک ہو - مسلمانوں کے امور انتظامیہ اور ہیں - اور اگر ان میں شامل ہو کر مذہب کو صدمہ پہنچتا ہے تو خوب یاد رکھو کہ

سب سے پہلی آواز اسکی مخالفت میں قادیان سے اٹھے گی!

اور کوئی روک اس کے لئے نہ ہوگی - میں جانتا ہوں کہ یہ نئی روشنی کے لیڈر اس رائے کے اظہار پر بہت کچھ تلملائیں گے - مگر وہ یاد رکھیں اور پھر یاد رکھیں کہ

وہ مسلمانوں کے مذہبی امام نہیں ہیں

عام مسلمانوں کی بڑی غلطی ہوگی اگر وہ انہیں مجتہد سمجھ بیٹھیں جو قربانی کے بجائے حجاز ریلوے میں روپیہ دیدینا کافی سمجھ لیں - یا جو پانچ نمازوں کی بجائے دو ہی کافی سمجھیں - اور جمعہ کی بجائے اتوار کو موزون خیال کریں - ان کے کوٹ اور پتلونیں ہماری نظر میں کوئی رعب نہیں پیدا کر سکتیں ہیں - اور نہ انکے لمبے چوڑے نام اور القاب ہمیں اپنی طرف کھینچ سکتے ہیں - ہاں دنیا کے امور میں انہیں "تم دنیا کے امور خوب جانتے ہو" کہہ کر انکی بات مان لینے میں مضایقہ نہیں کرتے - مگر دین کے معاملہ میں

رہنمائی کا منصب نہیں دیسکتے

اسی لئے بار بار کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت آنا چاہیئے - جب تک وہ ایسا نہیں کرتے انکی کوئی کل سیدھی نہیں ہونے کی -

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ طلب

ہمارے ضلع کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر آجکل مجسٹریٹ صاحب ہیں جو اس سے پہلے بھی اس ضلع میں رہ چکے ہیں - مجسٹریٹ رعایا کے ساتھ خصوصاً ہمدردی رکھنے والے ہیں - اور ہر شخص انکے حضور اپنی شکایات اور تکلیفات کو آسانی سے بیان کرنیکا موقعہ پاسکتا ہے آپ نے آتے ہی بعض خاص انتظام کئے ہیں - اور تمام قصبات میں منادی کرادی ہے کہ جو شخص انہیں ملنا چاہے وہ ایک دن مقرر مل سکتا ہے - گونین کی تقسیم کے متعلق بعض بے اعتدالیاں ہوئی تھیں آپ نے فوراً اس پر نوٹس لیا - اور جو لوگ نہیں لینا چاہتے تھے - اور انہیں جبراً دی گئی تھی انکو قیمت واپس دیگئی - غرض وہ ایک غور کن طبیعت کے مالک ہیں - اور الحکم پہلی دفعہ انہیں بحیثیت ڈپٹی کمشنر گورداسپور اپنے ناظرین سے انٹروڈیوس کرتا ہے - مجسٹریٹ کی خدمت میں سب سے پہلے جس امر کو میں پیش کرتا ہوں وہ بٹالہ سے قادیان تک کی سڑک کی درستی ہے - اور سڑک سے لیکر قادیان تک جو ٹکڑا ہے وہ تو ایسی ناگفتہ بہ حالت میں ہے کہ اگر اس پر فوری توجہ نہ کی گئی تو کسی جانی نقصان کا اندیشہ ہے بارشوں کی کثرت کیوجہ سے یہ حصہ بالکل خراب ہو گیا ہے اور پہلے ہی اسکیطرف بہت کم توجہ ہے - یہ ٹکڑا جگہ جگہ سے ٹوٹ کر ایسی حالت میں ہو گیا ہے کہ خشکی کی حالت میں اس پر یکوں کا چلنا خطرہ سے خالی نہیں ہوتا - اور اب جبکہ وہ زیر آب ہے پتہ ہی نہیں چلتا کس طرح یکہ چلے - چونکہ قادیان احمدیہ سلسلہ کا مرکز ہے - اور یہاں کے ہائی سکول اور اخبارات کی کثرت اشاعت اور ہر قسم کے تجارتی امور کیوجہ سے آمدورفت بہت زیادہ ہے - ڈاک کی آمد بھی یکہ کے ذریعہ ہوتی ہے - اسلئے اگر اس سڑک کو درست نہ کرایا گیا - تو سخت نقصان ہوگا - ڈسٹرکٹ بورڈ نے بھی ابھی تک کوئی توجہ نہیں کی اسلئے مجبوراً میں اسے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے نوٹس میں لاتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ حضور بہ نفس نفیس اس حصہ کو ملاحظہ فرماویں بدوں اس کے اسکی اصلاح کی بہت کم توقع ہے کیونکہ اس کیساتھ ایک ضروری امر اور بھی ہے اور وہ اس پانی کے نکاس کا انتظام ہے جو بارش کیوجہ سے ہمیشہ قادیان کے گرد محیط رہتا ہے مجھے ایک مرتبہ اپنے بعض احباب کیساتھ مسٹر سی ایم کنگ سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور اس معاملہ پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا تھا اور صاحب ممدوح نے پانی کے نکاس کیطرف توجہ کرنیکا وعدہ کیا تھا - مگر وہ کثرت کار یا دوسری مصروفیتوں کی وجہ سے نہیں آسکے - اور شاید قدرت نے یہ کام مجسٹریٹ کیلئے رکھا ہو - قادیان اس ضلع میں کیا تو تعلیمی اور رفاہ عام کاموں کا مرکز ہونیکی وجہ سے اور کیا اس لحاظ سے کہ وہ گورنمنٹ کی ایک مسلم وفادار مذہبی تحریک کا مرکز ہے خاص اہمیت رکھتا ہے - ان تمام امور کو مدنظر رکھکر میرا یہ عرض کرنا بیجا نہیں کہ قادیان کی مقامی ضروریات حضور کے نوٹس میں آنی چاہئیں - اور ان تکلیفات کو دور کیا جاوے - جو بحیثیت ضلع کے ذمہ دار افسر کے آپکا فرض ہے میں امید کرتا ہوں کہ مجسٹریٹ کی بیدار مغزی اور رفاہ عام کاموں میں دلچسپی قادیان کے رہنے والوں کو شکر گذاری کا خاص موقعہ دیگی -

سادہ سنگت کی تبلیغ اسلامی دنیا میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ایک اشتہار عربی اور فارسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق عنقریب شایع ہونیوالا ہے - جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی منظوری اور ارشاد کے ماتحت لکھا گیا ہے - یہ بہت بڑا اشتہار ہے اور دس ہزار چھاپا جارہا ہے اسکی اشاعت اور طبع کیلئے تین سو روپیہ کے قریب خرچ ہوں گے - احباب کو مناسب ہے کہ اس کار خیر میں بقدر اپنی ہمت اور توفیق کے حصہ لیں اس قسم کے کام صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں - اگر ایک سعادتمند روح نے بھی اسے پڑھ کر فایدہ اٹھایا تو آپ جانتے ہیں کہ اسکے اعمال نیک کے آپ بھی وارث ہونگے - حضرت کا الہام ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچادونگا - پس مبارک ہیں وہ انسان جو اس الہام کے پورا کرنے والوں میں ہوں -

ہر قسم کا چندہ اس اشتہار کے لئے سکرٹری سادہ سنگت قادیان کے نام آنا چاہیئے +

منکر امرتسری اور منصور جماعت

رہا طیر ہا مثال نیش کژدم
کبھی کج فہم کو سیدھا نہ پایا

امرتسری منکر کی عادت میں یہ امر داخل ہو گیا ہے۔ کہ وہ پبلک کو مغالطہ دینے میں اپنا کمال سمجھتا ہے۔ پچھلے دنوں حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشادات کے ضمن میں ایک امرتسری دوست کے اس سوال کا جواب شایع کیا گیا تھا۔ کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ جو چندہ مانگتے ہیں۔ دیا جائے یا نہ حضرت خلیفہ نے اس سوال کا جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اموال ان لوگوں کے ہاتھ میں دینے چاہئیں جو منصور اور موید من اللہ ہوں۔ اور تائیدات ہمارے منکروں اور مخالفوں کے شامل حال نہیں ہیں۔ اس میں خصوصیت سے آپ نے امرتسر اور بٹالہ کے منکرین کا ذکر کیا۔ اب امرتسری منکر نے اس پرچے میں صفحے زاید کا محض ایک فضول آرٹیکل لکھدیا جس کو نفس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ناظرین کی دلچسپی اور توجہ کے لئے پہلے حضرت کی تقریر درج کرتا ہوں

ایک خادم امرتسر سے عیادت کیلئے آیا۔ اس نے عرض کیا کہ اشاعت اسلام کے نام سے لوگ ہم سے چندہ مانگتے ہیں کیا کیا جاوے۔ فرمایا اشاعت اسلام تو ایک **مبارک اور مفید کام ہے**۔ اور اس کے لئے ہمیں **بہت تڑپ ہے اور ہم یہی چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے**۔ مگر جو لوگ ہمارے سلسلہ کے دشمن ہیں۔ اور اشاعت اسلام کرنا چاہتے ہیں۔ انکے متعلق قابل غور یہ امر ہے کہ **کیا وہ مؤید من اللہ اور منصور ہیں یا نہیں؟** اسلئے تم اپنے ہی شہر میں دیکھو جہاں ہمارے پانچ دشمن ہیں۔ اور وہ اشاعت اسلام کے مدعی ہیں۔ **اول غزنوی گروہ۔ دوئم ثناء اللہ۔ سوئم احمد اللہ۔ چہارم اہل فقہ۔ پنجم مولوی محمد حسین** کے ساتھ والے لوگ۔ اب غور کرنا چاہئے۔ کہ اللہ تعالے نے انکی تائید اور نصرت کہاں تک کی۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی مخالفت میں انہوں نے فرداً فرداً ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا کیا کوئی جماعت مستقل طور پر ان کو ملی۔ اول تو باہم ان پانچوں میں بغض و عداوت ہے۔ اور ایک نے دوسرے کو مٹا دینے اور ذلیل و رسوا کرنے کی کوئی کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ ایک نے دوسرے کے خلاف اشتہاروں کے ذریعہ وہ باتیں مشتہر کیں۔ جنمیں سے بعض کو شرفاء نگاہ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر موجودہ حالت میں غزنویوں کی جماعت جو ایک امام کے ماتحت تھی ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ خود انکی اپنی ہی نسل کے لوگ اپنی مسلمہ امامت سے الگ ہو رہے ہیں۔ اور اس گروہ کا ثناء اللہ اور احمد اللہ سے جو بغض ہے۔ وہ ظاہر بات ہے ثناء اللہ جو اشاعت اسلام کا مدعی ہے اس کی جو حالت امرتسر میں ہوئی وہ ظاہر ہے اُسے بھی کوئی جماعت نہ ملی۔ جو اس کو اپنا امام یقین کر لیتی۔ پھر اہل فقہ تھا۔ اس نے بھی حضرت صاحب کی بڑی مخالفت کی لیکن اسکا انجام یہ ہوا۔ کہ اہل فقہ کا نام بھی نہیں۔ مولوی محمد حسین کے ماننے والے بھی کچھ لوگ امرتسر میں تھے۔ مگر اس کی حالت بھی اب ظاہر ہے۔ کہ خود ثناء اللہ نے اسکی مخالفت میں بڑے بڑے مضمون لکھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے انکی تائید اور نصرت نہیں کی اور کوئی جماعت انہیں عطا نہیں کی۔ بلکہ خود ان میں پھوٹ ڈالدی۔ ان واقعات نے جو تجارب صحیحہ ہیں۔ بتا دیا ہے کہ یہ لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پھر جب خدا تعالے کی نصرت انکے ساتھ نہیں تو ہم اپنے مال ان کے سپرد کیوں کریں۔ جناب الٰہی کا منشاء یہ نہیں کہ ان کو موید کرے۔ برخلاف اس کے اس سلسلہ کو اللہ تعالے نے اشاعت اسلام کا ذریعہ بنایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ شروع سے لیکر ابتک کس قدر مخالفت اس کی کی گئی۔ شہر والوں نے دشمنی کی۔ برادری نے مخالفت کی۔ ہندوؤں نے۔ آریوں نے۔ عیسائیوں۔ سکھوں نے اور بالآخر مسلمانوں نے ایسی دشمنی کی کہ وہ چاہتے تھے کہ اس سلسلہ کا نام مٹا دیں۔ مگر اللہ نے کیسی نصرت فرمائی۔ اور کسطرح انکو نابود کر دیا۔ ہر مخالفت اور ہر حملہ اس کی ترقی کا موجب ہوا۔ اور ایک جماعت کثیر کو اللہ تعالے نے پیدا کر دیا۔ اور ہر قسم کے لوگ اسکی خدمت کیلئے جمع ہو گئے یہ تائید الٰہی کا ایک ایسا ثبوت ہے کہ اسکا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالے نے اس سلسلہ کو پیدا کیا ہے۔ اور اسی کے ذریعہ یہ کام ہوگا۔ (الحکم جنوری ۱۹۱۱ء صفحہ ۸)

اس مضمون پر سہولت فہم کے لئے میں نے نمبر دیدیئے ہیں۔ اور اس پر کچھ بھی اضافہ کرنے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ صاف الفاظ میں اصل مفہوم بیان کر دیا گیا ہے۔ مگر امرتسری منکر کی نیک نیتی دیکھئے کہ بجائے اس سے فائدہ اٹھانے کے اپنے اس برص کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے جسکا ذکر اس تقریر میں ہے کہ یہ لوگ مؤید اور منصور نہیں ہیں۔ چونکہ اس کی عادت ہے کہ وہ ہر شہرت اور نمود کے موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔ اور اس کے لئے چیلنج کرنا ایک آسان طریق اس نے سمجھ رکھا ہے۔ اسلئے اس موقعہ پر بھی مناظرہ اور لیکچربازی کا چیلنج دیدیا۔ جسکی بابت وہ جانتا ہے منظور نہیں کیا جائیگا۔

معزز ناظرین! خدا کے لئے غور کرو کہ کیا جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ واقعات نہیں ہیں؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ ان پانچوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں ناخنوں تک زور لگایا۔ گندے اشتہارات شایع کئے۔ باقاعدہ رسالے نکالے! فتاویٰ تکفیر شایع کئے الہامات کی بناء پر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا۔ مگر کیا سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ان باتوں سے نقصان پہنچا؟ خاص امرتسر میں **ایک مستقل جماعت** احمدی قائم ہو گئی؟ جو باقاعدہ اس سلسلہ کی خادم اور اسکی ضروریات میں۔ **دامے۔ درمے سخنے۔ قدمے حصہ لیتی ہے**۔ اور کیا یہ درست نہیں کہ ان پانچوں میں خطرناک عداوت اور بغض رہا ہے۔ اگر آج ان میں برائے نام صلح اعلان کیا گیا ہے تو یاد رکھو یہ صلح

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کی مصداق ثابت ہونی والی ہے۔ ابتک تو غزنوی جماعت کیطرف سے کوئی باقاعدہ اعلان ابھی تک شایع نہیں ہوا۔ اور جب تک ایسا اعلان نہ ہو معلوم نہیں ہو سکتا کہ صلح ہوئی یا نہیں خود اہلحدیث نے جو مضمون شایع کیا ہے۔ اس پر بھی مولوی عبدالجبار صاحب کے دستخط نہیں۔ بہر حال اس موہوم اور برائے نام صلح کو مان بھی لیا جاوے تو اصل بات یہ ہے کہ کیا ان پانچوں نے **کسی کو امام تسلیم کر لیا**۔ اور وہ اشاعت اسلام میں اس کے مقلد یا موید ہو گئے ہیں؟ اگر یہ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس صلح پر اترانا محض حماقت ہے۔

امرتسری منکر کو اس پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتانا چاہیئے تھا کہ یہ واقعات درست نہیں ہیں۔ ایکدوسرے کے خلاف اشتہارات اور شرمناک اشتہارات شایع نہیں ہوئے۔ پھر البتہ معاملہ سنجیدہ پہلو اختیار کر لیتا۔ خود مولوی ثناء اللہ نے تسلیم کیا ہے کہ انہیں۔ **زندیق۔ ملحد۔ شیطان۔ دجال** کہا گیا۔ اور وہ اشتہارات تو ابتک میرے پاس ہیں۔

اب مولوی عبدالجبار صاحب کی تحریر اول امرتسری منکر **شایع کرے** کہ انہوں نے ثناء اللہ کے خلاف جو فتوے دیا تھا۔ وہ واپس لے لیا ہے اور ایسا ہی اپنے **روحانی دادا** شیخ بٹالوی کی اشاعۃ کی جلدوں کو جلوائیں۔ جنمیں نصیحت نامے اور الٰہی ضمیمے چھپے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ تلف نہیں ہوتے۔ اور انکے بیانات شایع نہیں ہوتے کہ انہوں نے غلطی سے ایسے فتویٰ دیئے تھے۔ اور اب ہمنے انہیں واپس لیکر ثناء اللہ کو اپنا امام بنا لیا ہے اسوقت تک یہ باتیں محض تفصیل ہیں۔ اگر وہ امرتسری منکر کو اپنا امام نہیں مانتے تو پھر کسی اور کا ہی اعلان کریں۔ بٹالوی کی غزنوی گروہ سے اگر مصالحت ہوئی بھی تو وہ محض امرتسری منکر کی مخالفت کیلئے والا **جباری پارٹی** سے جو انکا تعلق ہے وہ ان کے اس مضمون سے ظاہر ہے جو خصوصاً انہوں نے غزنوی گروہ کے متعلق لکھا ہے۔

میری غرض یہ نہیں کہ میں اس وقت ان جھگڑوں کی تفصیل کروں اگر ان میں صلح اور صفائی ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اس اختلاف اور باہمی عداوت سے اس امر کا اظہار مقصود تھا۔ کہ انہیں کوئی جماعت نہیں ملی۔ اسکی تردید تو امرتسری منکر سے ہو نہیں سکی سوائے اسکے جو اب میں یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ

گولڑوی کی جماعت ہے۔ علی پوری کی جماعت ہے۔ تونسہ والے کی جماعت ہے۔ مجدد بریلوی کی پارٹی ہے۔ آغاخانی جماعت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی قوۃ استدلال پر احمق نے اعتراض کیا اور آپ ہی مورد اعتراض بنا۔ یہ خدا کی تائیدات کا زندہ اور تازہ نشان ہے۔

اس نادان سے کوئی پوچھے کہ سوال تو تیرے اور تیرے شہر والوں کے متعلق ہے۔ اور جواب میں تو ان لوگوں کو پیش کرتا ہے جنکے ساتھ تیری اپنی بھی صلح نہیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

؎ ہمارے بھائی مرید ہیں جو عظیم آباد رہتے ہیں

اب تو ہی بتا کیا آغاخانی عقاید کا تو معتقد ہے۔ اور آغا خان تجھے یا تو اسکو اپنا امام مانتا ہے؟ مجدد بریلوی سے تیری جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔ اور آئے دن اسکی جماعت تیری مذمت میں مصروف رہتی ہے۔ علی پوری کو جو خطاب تو نے اہلحدیث میں دیئے ہیں وہ بھول نہ گئے ہوں گے۔ باقی رہے تونسہ والے اور گولڑہ والے ان سے تیری صلح ہو تو مجھکو علم نہیں۔ اگر ان لوگوں کی جماعتیں ہیں۔ تو بھی جس بات کو حضرت خلیفۃ المسیح نے پیش کیا ہے وہ بات ان میں کہاں؟

ہم اپنے مؤید اور منصور ہونیکا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں۔ کہ علماء نے، صوفیوں اور گدی نشینوں نے دولتمندوں اور عوام نے مسلمانوں میں سے اور سکھوں۔ آریوں۔ عیسائیوں۔ اور دوسرے اہل مذاہب نے اپنے اپنے رنگ میں اس سلسلہ کو مٹا دینے کی کوشش کی اور ناخنوں تک زور لگایا۔ اور بعض احمق یہ ڈینگ مار کر اٹھے کہ ہم اس کو گرا دیں گے۔ مگر انصاف سے کہو کہ کیا وہ کامیاب ہوئے یا یہ جماعت؟ جن لوگوں کے نام تم بزمرہ اہل جماعت لیتے ہو۔ کہاں انکی اسقدر مخالفت ہوئی۔ اور کب انکو سب نے جلا جلا اور مل جل کر مٹا دینا چاہا۔ اور پھر انہوں نے اس مخالفت کی خونریز جنگ میں خدا تعالےٰ سے اطلاع پا کر کہا ہو کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اور پھر اسی طرح وقوع میں آیا ہو۔ جب تک یہ نظیر پیش نہ کرو یہ سراسر مغالطہ ہے۔ تائیدات کا ثبوت اس مخالفت سے ہوتا ہے جو اس سلسلہ کی ہوئی اور پھر جسطرح خدا تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ آخر وہی بڑھا۔ اور پھولا۔ اپنی ناکامی اور نامرادی کا تو امرتسری منکر خود قایل ہو گیا ہے کہ باوجودیکہ وہ حضرت مسیح موعود کے بعد مسیلمہ کذاب کیطرح زندہ رہا۔ مگر ایک نے بھی اسے نہ مانا۔ اس سے بڑھ کر ناکامی اور نامرادی کیا ہوگی۔ پھر ایسے لوگ کب حق رکھتے ہیں۔ کہ اشاعت اسلام کے کام میں وہ ہمارے اصول کے آئین ہوں غرض پہلی بات یہ کہ ہمارے مخالفوں میں اختلاف ہے۔ اور انہیں کوئی جماعت نہیں ملی یہ ایک ایسی کھلی ہوئی صداقت ہے جسکا انکار امرتسری منکر ہی کر سکتا ہے اور دوسرا امر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ فرمایا ہے کہ ہماری جماعت مؤید اور منصور ہے۔ اور باوجود متفقہ مخالفت کے بھی اللہ تعالیٰ نے اسے بڑھایا۔ جو اسکے مؤید ہونیکا ثبوت ہے یہ بھی ایک بدیہی بات ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ایسی کھلی صداقتوں کے انکار سے امرتسری منکر کو کیا فایدہ پہنچ سکتا ہے۔ امرتسری منکر اگر اس پر کچھ کہنا چاہتا ہے تو وہ غلط مبحث نہ کرے پہلے ان واقعات کی تردید کرے جو نمبروار حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر میں درج ہیں۔ اور جب تک وہ ان واقعات ہی کی بنا پر تردید نہیں کر لیتا تو وہ حق نہیں رکھتا کہ کسی اور سلسلہ بحث کو اس میں داخل کرے۔

دور الضعفاء کیلئے جدوجہد

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ضعفاء اور غربا مہاجرین کیلئے ایسا جوش محبت ڈالدیا ہے کہ وہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اسی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ کسی طرح ان غریبوں کیلئے چند مکانات بن جاویں اور انکی تکالیف دور ہوں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ایک ٹکڑا زمین تو انہیں نواب صاحب قبلہ سے دلوا ہی دیا ہے۔ اور ایک مکان کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے وعدہ فرما لیا ہے کہ بنوا دو۔ بارش کیوجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا۔ اگرچہ اس زمین پر تو پانی نہیں مگر راستہ میں پانی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے جس پل کی وصیت کی گئی ہے۔ افسوس ہے کہ وہ ابھی تک تیار نہیں ہوا ہے۔ ایک معمولی گذرگاہ دفع الوقتی کیلئے بنا لیا گیا ہے۔ جب تک وہ پل پورے طور پر نہ بنجاوے اور آمد و رفت بار برداری وغیرہ کی نہ ہو معقول [illegible] ہو اسوقت تک موجودہ حالت میں ان مکانات کیلئے تعمیر کا مصالحہ بہم پہنچانے میں تکلیف ہے تاہم جلد امید کیجاتی ہے کہ میر صاحب قبلہ اس کام کے شروع کرنیکا انتظام کریں کیونکہ دوسری طرف ان غربا کو بھی سخت تکلیف ہے۔ میر صاحب اپنے ان تمام دوستوں کیلئے مجموعی طور پر دعا کرتے ہیں۔ جنہوں نے اس کار خیر میں انکا شریک درد ہونا پسند کیا اور انہیں مالی مدد دی احباب میں یہ تحریک شروع ہو گئی ہے اور مختلف مقامات سے دوست چندہ بھیج رہے ہیں مگر جس رفتار سے چندہ آ رہا ہے اس میں کسی قدر سرعت کی ضرورت ہے ۲ ہزار روپیہ مطلوب ہے۔ قریبًا سو کے ہماری چھوٹی بڑی انجمنیں ہیں۔ اگر ہر ایک انجمن مجموعی طور پر ساٹھ ساٹھ روپیہ دیدے تو بہت جلد یہ کام ہو جاوے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل پر ساری توفیقیں موقوف ہیں۔ احباب اس کام میں جسطرح ممکن ہو حصہ لیں اور اس امر کی ہرگز پرواہ نہ کریں کہ وہ کیا دیتے ہیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی رقم بھی نہایت شکرگذاری سے لیجائیگی۔ کل رقوم حضرت میر صاحب کے نام بمقام قادیان روانہ کیجاویں۔ میر صاحب عنقریب دورہ پر بھی جانے والے ہیں۔ تاکہ ہسپتال اور دور الضعفا وغیرہ تحریکوں کیلئے بقایا چندہ کی تکمیل کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ارادوں میں جو سراسر خیر و برکت کے ہیں پوری کامیابی عطا فرماوے اور اس دل اور درد کے بہت سے انسان ہم میں ہوں جو کس پرسی طبقہ انسان کیلئے درد مند دل رکھتے ہوں۔ آمین

سفرنامہ ناصر

حضرت میر صاحب کا دوسرا سفرنامہ بھی طیار ہو گیا ہے اسکی قیمت انہوں نے ۳ ر رکھی ہے اس سفرنامہ کی فروخت سے جو کچھ وصول ہوگا وہ سب کا سب دور الضعفاء میں خرچ کیا جاویگا۔ میر صاحب نے اپنے مخلص دوستوں کے نام منتخب کر کے ان کی حیثیت اور جوش کے لحاظ سے سفرنامہ وی پی کرنیکا ارادہ کر لیا ہے۔ پس جن احباب کے پاس پہونچے۔ وہ اسے شکرگذاری اور خوشی سے وصول کریں۔ کیونکہ یہ کوئی تجارتی رنگ نہیں۔ بلکہ محض خیراتی ہے۔

اطلاع

۲۱ مارچ کے الحکم میں جن مضامین کا اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب احمدی اور غیر احمدی کے جھگڑے پر ایک مفصل مضمون لکھ رہے ہیں اسلئے ۲۸ مارچ کا وہ خاص پرچہ شائع کرنے کی ضرورت نہ ہوگی!

(ایڈیٹر)

کیا شارع اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نصب العین دین حق تھا یا دنیائے دنی

مکرم بندہ مولوی محبوب عالم صاحب! السلام علیکم۔ میلاد نمبر کے متعلق آپکا ارشاد بہت ہی تنگ سے تنگ وقت میں پہنچا لیکن اس کار خیر میں حصہ لینا آپ کی خوشنودی نہیں۔ بلکہ خدا و رسول کی خوشنودی کو حاصل کرنا ہے۔ اسلئے خدا سے استخارہ کرکے قلم اٹھاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ان سطور میں خیر و برکت کرے۔ میں مضمون میں ایک دو امور اپنی کتاب اسوۂ حسنہ سے بھی اقتباس کرونگا۔ لیکن آپ اطمینان رکھیں وہ ابھی زیر طبع ہے۔ اور اس کی پہلی جلد شاید ایک ماہ تک پبلک میں آجائے۔ یہ کتاب انشاءاللہ مختلف جلدوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس سوانح اور پاک حالات کو مغربی اصول تاریخ و تنقید پر پیش کرے گی

سوال مندرجہ عنوان بالا نے عموماً مختلف شکلوں اور پیرایوں میں پبلک کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کیا ہے۔ اور دراصل یہ سوال ہی ایسا اہم سوال ہے کہ آنحضرت صلعم کیا بلکہ ہر ہادی مذہب یا ریفارمر کے متعلق بھی یہی سوال پیدا ہوا کرتا ہے۔ اور اسی ایک سوال کے انفصال پر کسی ہادی مذہب یا ریفارمر کی صحت نیت یا اس کے مشن کی حقانیت کا فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ کا ہم پر یہ خاص فضل اور احسان ہے کہ اس سوال پر غور کرنیکے لئے اسوہ صلعم کی ذات والا صفات کے متعلق جو آسانیاں ہمیں حاصل ہیں۔ وہ دنیا کے کسی ہادی یا ریفارمر کے متعلق کسی اور کو میسر نہیں۔ حافظ حقیقی نے جسطرح آنحضرت صلعم کے کل سوانح دنیا میں محفوظ کر دیئے ہیں۔ اس نے اس طرح کسی اور ہادی کے متعلق یہ امر پسند نہیں کیا۔ کسی مقدس معلم اور ہادی کے حالات کا تفحص کر دیکھو۔ اوراق تاریخ اس کی تفصیل سے بالکل خالی پاؤ گے۔ لیکن آنحضرت صلعم کو خدا تعالےٰ نے یہ اعجازی فضیلت بخشی ہے۔ کہ آپ کے تمام چھوٹے سے چھوٹے واقعے سے لیکر بڑے سے بڑے مہتم بالشان امر تک سارے کے سارے آثار میں موجود و محفوظ ہیں۔ اسلئے آنحضرت صلعم کے متعلق کوئی سوال ہو تو اسکا فیصلہ واقعاتی شہادت کا محتاج نہیں

سوال مندرجہ عنوان یہ ہے کہ آپ کی مقدس مشن کی غرض حصول دنیا و لوازمات دنیا تھی۔ یا آپ کی تمام و کمال مساعی جمیلہ کا محرک وہ خدا کا دین تھا۔ جسکی تکمیل اشاعت کیلئے آپ حسب دعوےٰ خود مبعوث و مامور کئے گئے تھے۔ اس امر کے طے کرنیکے واسطے آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہمیں ایکطرف ان واقعات پر غور کرنا ہوگا۔ جب آپ دنیا اور لوازمات دنیا سے سخت تہیدست تھے اور آپ کو یہ باتیں صرف اعلاءِ کلمہ حق ہی کے چھوڑنے پر میسر آسکتی تھیں۔ لیکن آپ نے تہیدستی کو دنیائے دنی اور اس کے لذائذ پر ترجیح دی۔ دوسری طرف آپ کی زندگی کا وہ حصہ غور طلب ہے کہ جب دنیا اور محبوبات دنیا آپ کے قدموں کے نیچے آگئیں۔ اور آپ نے انہیں لات ماری یہی دو وقت انسان کی زندگی میں امتحان کے ہوتے ہیں۔ اور یہی دو وقت آپ پر بھی آئے۔ اور جب ان دونوں وقتوں میں آپ دنیا کیطرف متوجہ نہ ہوئے تو پھر بجز رضائے الٰہی آپکی زندگی کا مقصد اور کیا ہو سکتا تھا؟

امر اول کی تشریح صرف اس ایک واقعہ کا ذکر کر دینا کافی ہوگا جب قریش عرب اپنے معبود بتوں کی حمایت میں ہر طرح کی جان توڑ کوششیں کرکے ہار گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ آں حضرت ان کے بتوں کے خلاف کچھ نہ فرمائیں۔ اس لئے انہوں نے آپکو اور آپ کے صحابہ رضہ کو جسمانی۔ مالی۔ ذہنی تکالیف پہنچائیں۔ آپ کی جماعت نے ہر طرح کی اذیت اٹھائی۔ گالیاں سنیں۔ ماریں کھائیں۔ بجز سختیاں برداشت کیں۔ مال و دولت جایداد۔ روزگار۔ بیوی بچے۔ عزیز و اقارب سب کچھ گنوا دیے لیکن اس پاک مذہب کی اشاعت اور تبلیغ نہ چھوڑی۔ جس کیلئے وہ خدا کا رسول مبعوث کیا گیا تھا۔ جب قریش مکہ ان تمام کوششوں میں ناکام رہے تو ان کے عمائد ان امور کے تفحص اور تلاش میں ہوئے۔ جو متولیان بتکدۂ کعبہ کے خاندان میں کے ایک نونہال کو اس بتکدہ کی تخریب پر آمادہ کر رہا تھا۔ جس کے ساتھ اس کے سارے خاندان اور قبیلے کی وجاہت ثروت اور عزت وابستہ تھی۔ وہ (عمائد مکہ) کوئی روحانی جذبے تو رکھتے ہی نہیں اور نہ انکی نگاہ اسقدر بلند تھی جو نبی کریم کے پاک جذبات کو سمجھ سکتے علاوہ ازیں انہوں نے اپنے وقت میں اور اپنے سے پہلے (اور ایسا ہی بعد بھی) اہل دنیا کا نصب العین اور ان کی کوششوں کا محرک دنیا اور اس کے لوازمات ہی دیکھا۔ اور سمجھا ہوا تھا۔ اسلئے انکا یہ اقرار دینا ان کے مذاق پر غلط نہ تھا۔ کہ ابن عبداللہ کی تمام کوششوں کی غرض بھی آخر یہی ہو گی۔ جو اوروں کی ہوا کرتی ہے۔ پس انہوں نے ارادہ کر لیا کہ ابن عبداللہ کو ہم ہی وہ امور بہم پہونچا دیں۔ اور اس طرح اس کے ہاتھ سے اپنے بتوں کی خلاصی کرا لیں۔ یہ امر ہمارے روز کے مشاہدے میں آتا ہے کہ ہم سب کی پہلی غرض اس دنیا میں یہ ہوتی ہے کہ ہماری زندگی آسائش سے گذر جائے۔ اور آسایش کی چیزیں ہمیں بآسانی میسر آجائیں۔ اور یہ بات مال و دولت کے حصول پر منحصر ہے اس کے بعد ہمارا دل تعلقے نام و ننگ کو چاہتا ہے۔ جو ایک دل پسند بیوی کے میسر آجانے سے وابستہ ہے۔ یہی دو باتیں جو تمام اہل زمانہ کو خواہ وہ اچھے ہوں یا برے کسی نہ کسی کام کرنے پر آمادہ کرتی ہیں۔ ہاں جب یہ ہر دو امور حاصل ہو جائیں تو پھر ایک تیسری بات یہ ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے ہم جنسوں میں معزز و مقتدر اور صاحب امتیاز ہو جائے اس میں وہ بات پیدا ہو جائے جو اوروں میں نہ ہو۔ اور جس کے ذریعہ وہ دوسروں کے آرام و خیالات اور اعمال کو جس نہج پر چاہے چلا سکے۔ اس امتیاز کا کمال حکومت یا سلطنت ہے۔ یہی تین باتیں ہیں جو ہم سب کا نصب العین ہوا کرتی ہیں۔ انہی تین باتوں کے مجموعہ کا نام دنیا ہے۔ اور یہی ہیں جنکو ہمارے محاورہ نے زر۔ زن۔ زمین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ سلطنت کا مالک ہونا دراصل ملک اعلےٰ پیمانہ پر زمین کا مالک ہونا ہوا کرتا ہے۔ عمائد عرب نے بھی یہی سمجھا کہ جب کل دنیا کی جد و جہد کی علت غائی یہی تین باتیں ہیں۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ یہ باتیں ہم محمد کو بہم پہونچا دیں۔ چنانچہ قریش کے مقتدر لوگ آپ کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور ان میں کا ایک سردار عتبہ نام آپ سے یوں ہمکلام ہوا۔

اے میرے بھائی کیا حسب و نسب اور کیا ذاتی چال چلن کے رو سے تو ہم سب میں ممتاز ہے۔ تو الامین ہے۔ اور ایک مدت تک ہم میں امن کا باعث ہو چکا ہے۔ لیکن اب چند سالوں سے تو نے جو یہ نئی بات شروع کر دی ہے۔ اس سے ہم میں سخت فساد پیدا ہو گیا ہے۔ تیری تعلیم نے بھائی بھائی میں، اور باپ بیٹے میں تفرقہ ڈالدیا ہے۔ تو اور تو سب طرح اچھا ہے۔ لیکن یہ جو ہمارے دیوتاؤں اور دیویوں کو سخت سست کہتا ہے اس سے ہم سخت تکلیف میں ہیں۔ آخر اس سے تیری کیا غرض ہے جو غرض ہو سکتی ہے وہ ہم تیرے لئے بہم پہونچانے کو حاضر ہیں اگر آپ کو مال و دولت کی ضرورت ہو تو ہم جسقدر آپ چاہیں مال لاکر آپ کے حضور پیش کر سکتے ہیں۔ اگر کسی حسینہ جمیلہ بی بی کی خاطر ہو۔ یا پسند خاطر آگئی ہو تو وہ بھی حاضر ہو سکتی ہے۔ اور اگر آپ حکومت چاہتے ہیں۔ تو یہ آپ کو معلوم ہے کہ جب سے ہماری نسل اس عرب میں آباد ہوئی ہے۔ ہم کسی کی حکومت کے نیچے نہیں آئے لیکن ہم اپنے بتوں کی خاطر آپ کی حکومت بھی برداشت کریں گے مگر حضور آیندہ ہمارے بتوں کی مراعات مد نظر رکھیں۔

قریش کا یہ ڈیپوٹیشن کسی حیلہ و مکر کی بنا پر نہ تھا۔ اور نہ ہی اس حیلہ سازی سے کوئی فایدہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اس وقت مال و دولت۔ طاقت۔ دنیوی وجاہت سے تہیدست تھے۔ وہ کونسی خطرناک طاقت نبی کریم کے پاس تھی جو آپ قریش مکہ کے خلاف استعمال کرنیکو تھے کہ عمائد قریش اس حیلہ سازی کے ذریعہ آپ سے بچنا چاہتے تھے؟ اس لئے جیسا آثار میں آیا ہے۔ یہ وفد قریش کا بالکل صحت نیت اور صداقت کو لیکر آیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا وہ شخص جو ان تینوں پیش کردہ امور سے بالکل تہیدست ہے اور یہ وہ امور ہیں جن کے حصول کیلئے دنیا بھر میں کل انسانی کوششیں لگی ہوئی ہیں قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اگر تو اس کی نصب العین دنیائے دنی ہوگی تو وہ ضرور قبول کریگا۔ اور اگر اس کی نگاہ اس دنیا سے بہت ارفع و اعلےٰ ہے اور محض دین حق کی اشاعت ہی مد نظر ہے تو اس کا جواب وہی ہوگا جو آپ نے دیا آنحضرت صلعم نے بیٹھے ہی بجواب حٰمٓ کی چند ابتدائی آیات پڑھیں۔ جن میں قرآن مجید کی حقانیت کا بیان ہے۔ اور پھر سورہ محمد کی آیات ذیل تلاوت فرمائیں۔

الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالھم والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت واٰمنوا بما نزل علٰی محمد وھو الحق من ربھم کفر عنھم سیاٰتھم واصلح بالھم۔ ذٰلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل وان الذین اٰمنوا اتبعوا الحق من ربھم یعنے جو لوگ منکر ہو کر خدا کی راہ سے اوروں کو بھی راہ کر رہے ہیں۔ ان کے اعمال سب کے سب ہی اکارت جائیں گے اور جو ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں اور محمد پر نازل شدہ صداقتوں کو قبول کرتے ہیں۔ اور وہ حق ہیں۔ کیونکہ پروردگار کیطرف سے ہیں

ان کی سب کمزوریاں اور بدیاں ان سے دور ہو جائیں گی اسکی وجہ یہ ہے کہ منکرین امور باطلہ کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور ایمان لانے والے اس صداقت کو اختیار کرتے ہیں۔ جو اس نے بھیجی ہے جو رب ہے اور جو وہی باتیں بتلائیگا کہ جس سے انسان کی حقیقی ربوبیت متصور ہے - یہ آیات آپ نے پڑھیں۔ اور عتبہ سے کہا کہ یہ دو راہ تمہارے سامنے ہیں۔ جس راہ کو چاہو قبول کر لو۔ اب کوئی سلیم دل ان امور ثلٰثہ پر غور کرے جو وفد قریش نے معہ نیت اور صدق دل سے پیش کئے۔ اور پھر اس جواب پر غور کرے جو بلا تامل دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس خطرناک محتاجی بیکسی بے زری بے یاری پر غور کرے جو اس وقت آنحضرت کے شامل حال تھی۔ اور جو قریش کی استدعا قبول کرنے پر دور ہو سکتی تھی۔ پھر یہ بھی غور کرے کہ اہل وفد کس دل وگردہ اور عزت کے انسان تھے۔ اور ان کے سوال کو رد کر دینا کسقدر خطرناک نتایج کا باعث ہے - پھر یہ بھی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے دفع الوقتی کے طور پر یہ نہیں کہا کہ اچھا اس پر غور کروں گا۔ بلکہ اسی وقت جواب دیا۔ اور جواب کیا دیا؟ ان کی بدعملیاں ان کو جتلا کر اور اس کے نتیجے سے بھی آگہی دیدی۔ اور پھر ساتھ ہی حکیمانہ دلایل بھی دیئے - فرمایا یہ تمام چیزیں جو تم نے پیش کیں یہ انسانی پرورش کے لئے ضروری تو ہیں۔ لیکن ان کے حصول کے لئے ان صداقتوں سے انکار کرنا جو انسان کی حقیقی پرورش کے لئے نازل ہوں صریح گمراہی ہے اس لئے جو پالنہار کے بتلائے ہوئے طریق سے منہ موڑتے ہیں ان کے اعمال تو ضایع ہی جائیں۔ ہاں جنہوں نے اس پروردگار کے بتلائے ہوئے طریقوں سے استفادہ کیا۔ ان کی سب کی سب کمزوریاں لازماً دور ہو جائیں گی۔ اور ان کے حالات بھی اچھے ہو جائیں گے۔ اور زمانہ نے دکھلا دیا کہ یہ پیشگوئی آنحضرت کی بالکل سچی ہے۔ اس مکالمہ کا نتیجہ یہ ہوا - کہ کل کے کل قریش برافروختہ ہو گئے۔ اور انہوں نے چاہا کہ جس نے اکابرین قریش کی استدعا کو رد کر کے انہیں ذلیل کر دیا ہے۔ اب اس کا قلع قمع ہی کر دیا جائے۔ آپ کا حامی اس وقت سوائے ابو طالب کے اور کوئی نہ تھا - وہ سب کے سب ابو طالب کے پاس گئے اور اس کو اطلاع دی کہ ہم تیرے بھتیجے کے ہاتھ سے اب تنگ آچکے ہیں اور تیرے پاس اب آخری فیصلہ کیلئے آئے ہیں۔ یا تو اس کا ساتھ چھوڑ دے یا ہم سے برسر جنگ آمادہ ہو جا۔ ابو طالب اس دھمکی کے معنے سمجھتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اب میں ضعیف ہو گیا مجھ پر اسقدر بوجھ نہ ڈال - کہ جس کو میری ضعیف اور بوسیدہ ہڈیاں نہ اٹھا سکیں۔ تیرا دین سو تیرا دین - لیکن تو ظاہر طور پر ان کے معبودوں کی مخالفت چھوڑ دے - اللہ اللہ کیا وقت ہے اور کیا بیکسی ہے آئی ہوئی دنیا تو اس طرح گنوا دی - اور جو برائے نام رہی سہی ہے بھی وہ اب جاتی ہوئی نظر آتی ہے یہ ایک سخت سے سخت اور کڑے سے کڑا امتحان ہے - آپؐ کی نصب العین اگر دنیا ہوتی تو خطرہ نہ ہوتا - وہاں نگاہیں کسی اور ہی امر پر تھیں۔ آپؐ نے نہ صرف سادے لفظوں ہی میں جواب دیا بلکہ یہ بھی کہدیا کہ وہ چیزیں جن کے وجود سے کل دنیا کی آسائشیں مالابستہ ہیں - میں خدا تعالیٰ کے لئے ان کو بھی چھوڑ دونگا

پر مستعد ہوں - فرمایا :-

"اے چچا اگر تو آفتاب میرے داہنے اور ماہتاب میرے بائیں طرف رکھکر مجھے روکنا چاہے تو بھی میں نہیں رک سکتا۔ یا تو خدا تعالیٰ نے میری صداقت کو دنیا پر قایم کر دیگا یا میں اس راہ میں فنا ہو جاؤنگا"

ایک نادان اس جواب میں آفتاب و ماہتاب کا ذکر کرنا شاید حسن بیان کا ایک انداز سمجھے - لیکن اگر وہ ماہیت اشیاء پر غور کرے تو اس کو سمجھ آجائیگی کہ نبی کریم نے اس جواب کے وقت عتبہ کی پیش کردہ باتوں کو ذہن نشین کر لیا تھا۔ کون نہیں جانتا کہ کل کائنات کا وجود خصوصاً زمین اور اس میں جو کچھ ہو رہا ہے اسکا وجود ایک آفتاب کے وجود سے کہانتک وابستہ ہے۔ ہمارے تمام اغذیہ ملبوسات اور جملہ سامان آسایش و آرام آفتاب کی روشنی اور حدت سے ہی ایک حد تک پیدا ہوتی ہیں۔ اور نشو و نما پاتی ہیں۔ اور ایسا ہی ماہتاب کو بھی ان کے قیام اور نشو و نما میں ایک حد تک تعلق ہے - امور صحیفہ قدرت میں نیرین کو بہت بہاری دخل ہے - اسی لئے تو یہ نیرین درخشاں بعض اقوام کا معبود ٹھیرائے گئے ہیں - اور تو اور سندھیا گائتری میں بھی جو ہر شام کو ایک مذہبی ہندو بھائی کے ورد زبان ہر شام کو ہوا کرتی ہے۔ دو منتر سورج دیوتا کی تعریف میں ہیں۔ جن میں سورج کو تمام مظاہر قدرت کا بڑا سردار اور افسر مانا گیا ہے۔ اور اسی لئے صبح کے وقت سورج کو پانی بھی دیا جاتا ہے۔ الغرض ہماری تمام کی تمام آسائیشوں اور راحتوں اور کل کی کل دنیوی محبوبات و مطلوبات کا سرچشمہ آفتاب و ماہتاب ہے۔ اس لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کیا - اگر دنیوی چیزوں کی سرچشمے بھی میرے حوالے کر دیئے جائیں تو بھی میں اس امر کو نہ چھوڑونگا - جس کے لئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔

آں حضرت صلعم کی زندگی کا یہ واقعہ ایک منصف مزاج کیلئے سوال زیر بحث کے فیصلہ کیواسطے کافی ہے۔ لیکن ایک متشکی طبیعت اس موقعہ پر یہ کہہ سکتا ہے کہ نبی کریم کوئی عالم الغیب تو تھے ہی نہیں نہ وہ عتبہ اور اس کے ہمراہیوں کی نیت پر کب آگاہ ہو سکتے تھے - اول تو ممکن ہے کہ عتبہ کی یہ چال ہی ہو اور نبی کریم اس سے کسی طرح آگاہ ہوگئے ہوں۔ اور اگر چال نہ بھی تو آپ نے اسے چال ہی سمجھا ہو۔ اور خیال کیا ہو۔ کہ اگر میں نے ان کی بات مان کر ان سے وعدہ کر لیا کہ میں آئندہ بتوں کے خلاف زبان نہ کھولوں گا۔ اور انہوں نے وعدہ کردہ بات پوری نہ کی۔ تو پھر اصلی غرض بھی گئی - اور ذلت کی ذلت بھی ہوئی - واقعات و حالات پیش آمدہ کے مقابل تو یہ قیاس ایک از دل قیاس ہے لیکن ہم اس کے امکان سے انکار نہیں کرتے - مگر دیکھنا یہ ہے۔ کہ اگر آں حضرت کی کوشش کی غرض دنیا اور اس کے لوازمات کا حصول تھا اور عتبہ کے ڈیپوٹیشن پر یہ موقعہ آپ نے بالفرض غلطی محاکمہ سے گنوا دیا یا فی الواقعہ وہ چال ہی تھی جسکو آپ سمجھ گئے۔ تو جب بعد میں دنیا خود آپ کے قدموں میں آگئی تو اس وقت آپ نے کیوں اس کی عزت و قدر نہ کی۔ واقعات مندرجہ بالا پر چند اور سال گذر جاتے ہیں اور آپ کی فتح و نصرت شروع ہو جاتی ہے - قوموں کی قومیں آپ کا مشن قبول

کرتی ہیں - ہر طرف سے زر و جواہر کے خزانے مدینہ کیطرف آرہے ہیں - خوبصورت سے خوبصورت عورتیں ہزیمت خوردہ قوموں کی غلامی میں حاضر ہیں - کل کے کل صحابہ رضٰ کیا مہاجر کیا انصار خزائن دنیا سے مالا مال ہو رہے ہیں - ایسے وقت میں دیکھنا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم خود اور اس کے خاص اقربا کہانتک دنیا اور لوازمات دنیا سے متمتع ہو رہے ہیں۔

ایک دن مال غنیمت میں نقد و جنس لونڈیاں غلام کثرت سے آئے اور خدا کے رسول کو انہیں مستحقین میں تقسیم کرتے ہوئے دن گذر گیا۔ جناب علی بھی یہ سیر دیکھتے دیکھتے آخر کار اپنے گھر کو گئے۔ آگے سیدۃ النسا بنت رسول صلعم اپنے ہاتھ سے آٹا گوندہ رہی ہیں - اور اپنی تکلیف کی شکایت کر رہی ہیں - علی فرماتے ہیں کہ کیوں اپنے بابا جان کے پاس نہیں جاتیں۔ آج تو وہاں مال غنیمت کی کمی نہیں بہت سے غلام و لونڈیاں بھی غنیمت میں آئی ہیں - جاؤ کچھ لے آؤ۔ اور آئے دن کی تکالیف کا خاتمہ کرو۔ آخر جب اوروں کو دیا جاتا ہے تو ہم اہلبیت سے ہیں - سیدۃ النسا خوش خوش یہ سنکر آں حضرت کے گھر تشریف لیجاتی ہیں - لیکن آپ کو گھر میں نہ پاکر اپنا پیغام عائشہ صدیقہ رضٰ کو دے آتی ہیں - آں حضرت واپس آئے اور صدیقہ رضٰ سے اطلاع پیغام پاکر سیدہ جناب فاطمہ کے پاس چلے گئے - چارپائی پر ایکطرف فاطمہ اور ایک طرف علی کو لئے بیٹھ گئے - اور فرمایا کہ بنت رسول لونڈیاں اور مال تو جن کے لئے آتا ہے اور جن کو ان کی ضرورت ہوتی ہے انہیں دیدیا جاتا ہے - ہاں میں تم کو ایک بات بتلاتا ہوں کہ جس سے تجھے ان لونڈیوں وغیرہ کی کوئی ضرورت و حاجت باقی نہ رہے - تم نماز تو پڑھا ہی کرتی ہو ہر نماز میں فرضوں کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔

ایک نادان اور ناواقف انسان اس فرمانے کو شاید طفل تسلی ہی سمجھے - لیکن الہیات و روحانیات سے واقف خوب سمجھیں گے - کہ آں حضرتؐ نے اپنی بیٹی کو وہ گر بتلا دیا - کہ جس سے یا تو وہ ان امور مطلوبہ کی مالک ہو جائے یا انکی احتیاج سے ہی آزاد ہو جائے - یہ تسبیح و تحمید و تکبیر جنکا ورد مسلمانوں کو رہتا ہے اور جن میں ان تعلقات کا اظہار ہوتا ہے کہ جو ایک عاجز انسان اپنے خالق اور رب سے رکھتا ہے - اگر اس پر غور کیا جائے اور ساتھ ہی تخلقوا باخلاق اللہ کے حکم کے ماتحت اس بات کو بھی سوچا جائے کہ ایک انسان کا فرض ہے - کہ ان اخلاق کو اپنے اندر بحیطہ انسانی پیدا کرے جو خدا کے اخلاق ہیں اور اس کے لئے دست بدعا رہے تو اسے آنحضرت کے اس فرمانے کی حقیقت سمجھ میں آجائیگی - ہم کو قرآن نے یہ سکھایا ہے کہ جب ہم خدا تعالیٰ سے کوئی چیز مانگیں تو اپنی دعا میں خدا کی اس صفت کا ذکر کریں جو ہمارے سوال سے تعلق رکھتی ہو۔ اور پھر انسانیت عبدیت کے مناسب حال صفات اللہ کا ظہور اپنے اندر ہونے کے بھی ملتجی ہوں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ جن جن احتیاجوں کے دفعیہ میں ہم کو روپیہ پیسہ لونڈی غلام اور دیگر لوازمات خانگی کی ضرورت

ہری ہے۔ ... ان سب سے پاک ہے اس سے آنحضرت صلعم اپنے نور العین کو فرماتے ہیں کہ جن جن جسمانی تکالیف میں تو ہے اور جو جو احتیاجیں تجھکو اسوقت لاحق ہیں اور جن کے دفعیہ کے لئے تجھ سے لونڈی غلام کا مطالبہ ہے ان سب سے خدا پاک ہے اس لئے تو سبحان اللہ پڑھ اور اس تسبیح کے ساتھ جناب خدا میں بصورت حال یہ عرض کر کہ مولا تو تو ان احتیاجوں سے پاک ہے مجھ ایسے اسباب ہمیں بھی مہیا کردو کہ ہم بھی ان احتیاجوں سے پاک ہو جائیں۔ اور سبحان اللہ کے بعد الحمد للہ کہکر ان حالات کے پیدا ہونیکی دعا خدا تعالےٰ سے کرو کہ جن کے موجود ہو جانے پر انسان کے دل سے سچی الحمد نکلے۔ اور مولا تو تو اکبر ہے اور باقی کل دنیوی چیزیں چھوٹی چھوٹی ہیں یہ رنگ ہم میں بھی پیدا کردے کہ یہ کل چیزیں جنہیں مہمات دنیا کا متکفل سمجھا جاتا ہے ہماری نگاہ میں اصغر ہو جائیں اور ایک اللہ اکبر ہی ہمارا مدعا اور نصب العین ہو۔

الغرض اگر دنیا اس لئے کمائی جاتی ہے کہ اس سے انسان اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آسائش میں رکھے۔ تو اسوقت وہ دنیا تو ہاتھ میں آگئی ہے۔ اس دنیا کو خود ہی مستحقین میں تقسیم کر رہے ہیں۔ اور ساتھی بھی اس قسم کے ہیں کہ اگر وہ کل کا کل مال اپنے یا اپنے متعلقین کے مصرف میں لے آئیں تو انہیں اعتراض کیا عین راحت ہو۔ مال غنیمت کی عورتیں کیا اگر وہ اپنے ان کی عورتیں مانگے تو فوراً طلاق دیکر اس کے حوالے کردیں۔ ان حالات پر بھی اس کی عزیز سے عزیز لڑکی احتیاج میں ہے۔ اور وہ اُسے وہ چیز نہیں دینی چاہتا جس کو وہ خود اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ خیر یہ اپنے لخت جگر معاملہ ہے۔ اس کے اپنے گھر کا نقشہ ان ایام میں دیکھو جب اس کے سب رفقا مالامال ہو رہے ہیں۔ اس امر کا شاہد حضرت عائشہ سے معتبر اور کون ہو سکتا ہے۔ جنہنے ایک صحابی کے سوال پر فرمایا کہ خیبر سے فصل پر کچھ جو آجاتے ہیں جن کو آنحضرت مختلف گھروں میں تقسیم کر دیا کرتے ہیں۔ ان جوؤں کو ہم خود کوٹ کر میکر آٹا بنا لیتے ہیں۔ اور منہ کی پھونک اور چھوہرے سے بھوسی کو دور کر لیا جاتا ہے۔ کہیں کھجوریں میسر آگئیں یا شہد میسر آگیا تو وہ سالن کا کام دیجاتے ہیں۔ والا خیر۔ نان جویں پر ہی گذارا ہو جاتا ہے۔ یہ گذر ہے اس گھر کی جس کا مالک جب مسجد اقصےٰ میں آتا ہے تو اس کے سامنے سونے چاندی کا ڈھیر ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ اس ڈھیر میں سے ایک خمس اپنے لئے الگ کرکے باقی کل نقد و جنس مستحقین میں تقسیم کر دیتا ہے۔ لیکن وہ تو مسجد اقصےٰ کو چھوڑتا ہی نہیں جب تک اس خمس کو بھی وہیں نہیں بانٹ لیتا۔ وہ ایک ایسے ہی موقعہ پر ابن عباس کو کہتا ہے۔ اچھا جسقدر تم خود اُٹھا سکو سیم و زر اُٹھا کر گھر لیجاؤ۔ ابن عباس اپنی ایک چادر بچھا کر ایک بھاری گٹھڑ سیم و زر کا تیار کرتا ہے۔ لیکن جب اس کے اٹھانے کیلئے کسی اور کی مدد مانگتا ہے تو حکم ہوتا ہے کہ یہ شرط نہیں تم نے تو خود ہی بلا امداد غیرے اٹھانا ہوگا۔ خیر دو چار دفعہ اپنے بوجھ کو ہلکا کرکے ابن عباس جو کچھ لیجاتا ہے۔ وہ کسی کو امیر الامرا بنانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ ایک دن ایک یہودی بھی کہیں سے آنکلتا ہے۔ اور سامنے ایک پہاڑ کو دیکھتا ہے۔ جسے اونٹ بھیڑ بکری مویشی نے معمور کر رکھا ہے۔ حسرت سے کہتا ہے کہ محمدؐ تو بڑا مالدار ہو گیا ہے جس پر آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جا یہ سب مال ہم نے تجھکو بخشدیا۔ اس بے نفسی اور فیاضی کا لازمی نتیجہ یہ تو ضروری تھا کہ وہ یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔ لیکن ہمارا مطلب اس مال و دولت کا اندازہ کرنا ہے جو آں حضرت صلعم کے خزانہ میں ہر روز آرہی ہے۔ اور اس کا ایک پانچواں شرعاً اور عرفاً آپ کا ہے۔ لیکن گھر کی حالت یہ ہے کہ آرد جو سے بھوسی کو اڑانے کیلئے چھلنی تک بھی میسر نہیں۔ بیویاں اپنے مقدس شوہر کی اس داد و دہش کا حال سنکر ایکدن عرض کرتی ہیں۔ کہ حضور کچھ ہمیں بھی ملنا چاہیئے آپ فرماتے ہیں کہ اگر خدا اور خدا کا رسول تمہارے لئے کافی نہیں تو تم سب مجھ سے بطریق معروف رخصت ہو سکتی ہو۔

یہ آسائیش تو آں حضرت کی زندگی میں رہی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس جہان سے رخصت ہونے پر وہ کس قسم کی جائیداد ورثہ میں اپنے ورثا کے لئے چھوڑتا ہے۔ آپؐ نے حضرت عائشہ کے گھر میں وفات پائی۔ گھر کے اسباب میں علاوہ کھانے پکانے کے برتنوں کے جن میں اکثر ظروف گلی ہیں ایک بوسیدہ بوریہ بھی ہے جو اس وقت مرض الموت میں بستر کا کام دے رہا ہے۔ ہاں ایک زرہ اور ڈھال بھی ہے۔ لیکن وہ تو ایک یہودی کے ہاں گروی ہے۔ انتقال فرمانے سے کچھ وقت پہلے آپ پوچھتے ہیں کہ کچھ نقد گھر میں ہے۔ عائشہ جواب میں فرماتی ہیں۔ کہ ہاں چند درہم ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ

نحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نرث

ہم انبیاء کا گروہ نہ دنیوی ورثہ کچھ پاتے ہیں۔ اور نہ دنیوی ورثہ کسی کے لئے چھوڑتے ہیں۔ ان درہموں کو راہ خدا میں دیدو الله الله یہ خاتمہ ہے اس شہنشاہ کا جسکے فوت ہونے سے پہلے پہلے کے سال مال و دولت نقد و جنس اس کے قدموں میں نثار ہو رہا تھا۔ اور وہ آگے آگے جاتا تھا۔ دولت پیچھے پیچھے قدم چومنے کو آتی تھی۔ اور جس نے جسطرح عالم تہیدستی میں دنیا اور لوازمہ دنیا کو آتے ہوئے دیکھکر خدا کے مقابل لینے سے انکار کیا۔ اسی طرح جب خدا نے اس دنیا کا مالک اُسے کر دیا تو اس نے اس وقت بھی اس سے کنارہ کیا۔

اب خدارا کوئی محقق منصف مزاج نقاد ہمکو بتلا دے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے آیا نبی کریم ؐ کی مساعی جمیلہ کا محرک دین ربانی کی اشاعت تھی یا دنیا۔ اور آپ کی شوکت۔ اگر خدا کا نام دنیا میں قایم کرنا آپ کے مدنظر نہ تھا۔ اور صرف حصول جاہ و دولت ہی آپ کا نصب العین تھا تو یہ دنیا تو ابتدائے وقت ملتی تھی۔ جب آپ سخت تہیدست تھے اور جسکے بعد متواتر بارہ پندرہ سال آپنے جد و جہد کی اور تکالیف شاقہ برداشت کیں۔ کیوں نہ عتبہ کے کہنے پر اسیوقت اس دنیا کو لیکر آئندہ کی تکالیف کا خاتمہ کر دیا۔ اچھا اگر اسوقت محاکمہ میں غلطی ہوئی تھی تو پھر جب دنیا آگئی تو اُسے کیوں اپنے پر حرام کر لیا۔ کیوں بطور حصہ رسدی جو میسر آتا تھا اُسے بھی قبول نہ کیا۔ معاذ اللہ کیا آپ کو جنون تھا۔ آپ کی حکیمانہ تعلیم اور اس کے علمی اور حکیمہ نتائج جو دنیا پر ظاہر ہوئے۔ آپ کو دنیا کے فرزانوں کا سرتاج قرار دیتے ہیں۔ پھر یہ کیوں ہوا۔ اسی لئے کہ دنیا آپ کے نصب العین نہ تھی۔ آپ کی دنیا تو یہ تھی۔ کہ خدا کا نام دنیا میں روشن ہو دنیا سے عناصر پرستی۔ اجرام پرستی۔ اصنام پرستی۔ انسان پرستی۔ اہوا و ہام پرستی کا خاتمہ ہو۔ یہ ساری باتیں آپ نے کیں اور آپ کو وہ دنیا ملگئی تو پھر اس بیچارہ دنیا سے آپ کو کیسے کا تعلق ہوتا۔

کمال الدین احمدیہ بلڈنگ لاہور

شان محمدی ؐ

بہت یونہی دنیا کو گذری تھیں صدیاں
یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
ہوئی بطن آمنہ سے ہویدا
ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت
نہ چمکی مگر چاندنی ایک مدت
یہ چالیسویں سال لطف خدا سے
وہ تیسویں میں رحمت لقب پانیوالا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا
فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ
خطا کار سے درگذر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
جہاں جہل تھا جہل ترنوں سے چھایا
پڑا رہا اُدر نہ بڑے کو موج بلا کا
نئی اک لگن جس نے دل میں لگا دی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کھلے تھے نہ جو راز ابتک جہاں پر
اچھیپا تھا توحید کا جام اب تک
یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
کہ سب ذات واحد عبادت کے لایق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لایق
لگاؤ تو لو اپنی اس سے لگاؤ
اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
بجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
پتا اصل مقصود کا پاگیا جب
محبت سے دل ان کا گرما گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب ان کو
جتائی انہیں وقت کی قدر و قیمت
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت
نہ چھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمہارا
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی زحمت سے پہلے
تونگری سے پہلے غنیمت ہے دولت

کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں مردیاں
اُٹھا جانب برقبیس ابر رحمت
چھٹے آتے ہی تخم جسکی دیئے سخاوت
دعائے خلیل اور نوید مسیحا
کہ طالع ہوا ماہ برج سعادت
کہ تھا ابر میں ماہتاب رسالت
کیا چاند نے کھیت غار حرا سے
مرادیں غریبوں کی بر لانیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانیوالا
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ
بداندیش کے دل میں گھر کرنیوالا
قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اسکی کایا
ادھر سے اُدھر پھر گیا رخ ہوا کا
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر
خم معرفت کا تھا منہ خام ابتک
یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
زبان اور دل کی شہادت کے لایق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لایق
جھکاؤ تو سر اسکے آگے جھکاؤ
اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی
سماں انکے توحید کا چھا گیا جب
نشان گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
بڑھائے تمدن کے سب باب انکو
دلائی انہیں کام کی حرص و رغبت
ہر فرزند و زن اس کے یا مال و دولت
بھلائی میں جو وقت تمنے گذارا
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت